السرف اور الربذۃ کو مخصوص کر لیا تھا۔'' [البخاري ح: ۲۳۷۰] اسلامی حکومت کے عادل حکمران انتظامی امور میں رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔

غیر ملکیتی زمین سے استفادہ کرنا ساری آبادی کا مشترکہ حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**ثلاثٌ لا يُمنعنَ: الماء والكلأ والنار**'' [ابن ماجه ۲۴۷۳ عن أبي هريرة ﷺ وصححه الألباني] ''تین چیزوں سے کسی کو نہیں روکا جا سکتا: پانی، گھاس پھوس اور آگ (ایندھن)'' یعنی بلادِ اسلامیہ کی غیر ملکیتی زمین سے ہر شہری کو پانی لینے، جانور چرانے اور ایندھن کے لیے لکڑی وغیرہ لینے کا برابر حق ہے۔ [الأموال لابن زنجويه]

بنجر زمین کی آبادکاری: اگر کوئی مسلمان ایسی غیر ملکیتی زمین پر سرمایہ اور محنت لگا کر آباد کرے، تو اسے آخرت میں ''اجر و ثواب'' اور دنیا میں اس کی ''ملکیت کا حق'' ملے گا۔

امام شافعی کہتے ہیں: زمین کی دو حالتیں ہیں: آباد اور بنجر۔

(۱) آباد زمین اس کے مالک کی ملکیت ہے۔ اسی طرح آبادی کے زیر استفادہ ندی نالے، راستے اور پانی کی گزرگاہیں آبادی کے حکم میں ہیں۔ آبادی کی اجازت کے بغیر کسی کو ان پر قبضہ جمانے کی اجازت نہیں ہے۔

(۲) بنجر زمین کی دو قسمیں ہیں: [ا] ایسی زمین جو پہلے آباد تھی، اب کسی وجہ سے غیر آباد ہے۔ یہ بھی آباد زمین کی طرح اس کے مالک کی ملکیت ہے۔ کسی کو اس پر بغیر اجازت تصرف کا اختیار نہیں۔ [ب] ایسی زمین جو بالکل غیر آباد پڑی ہو اور آبادی کے استعمال میں نہ ہو، اور اس پر قبضے سے آبادی کو کوئی نقصان بھی نہ ہو؛ صرف یہی وہ زمین ہے جس کو آباد کرنے والا اس کا مالک بن جاتا ہے۔ [الاستذكار باب القضاء في عمارة الموات ۷/ ۱۸۳]

آباد کرنے کے اس عمل میں ظلم سے بچنا بہت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''**من أحيا أرضا ميتة فهي له، وليس لعرق ظالم حق.**'' [موطأ ح: ۲۰۹۶ طبع الأعظمي، أبوداؤد ۳۰۷۳ عن سعيد بن زيد ﷺ وصححه الألباني، أبو مصعب الزهري في الأقضية ۲۸۹۳، الشيباني في الصرف وأبواب الربا ۸۳۳، الشافعي ۱۰۹۹، ۱۷۵۹] ''جس نے کسی بنجر زمین کو آباد کیا تو یہ اسی کی ملکیت بنے گی۔ اور ظالم کی جڑ کا کوئی حق نہیں۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ غیر ملکیتی بنجر زمین کو آباد کرنے کے لیے چند شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) یہ زمین کسی شخص کی ملکیت نہ ہو۔ **(۲)** سرکاری مقاصد کے لیے مخصوص کردہ نہ ہو۔ **(۳)** عوامی استعمال میں نہ ہو۔

(۴) آبادی کے قریب نہ ہو۔

امام بخاری کا بیان ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی بنجر زمینوں پر یہی حکم لاگو کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: ''جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے، اسے اس کی ملکیت حاصل ہوگی۔'' عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہ حکم نافذ کر دیا تھا۔ [البخاري باب من أحيا أرضا مواتا فهي له]

حکیم بن زریق کا بیان ہے: میں نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے اپنے والد کی طرف لکھے گئے حکم نامے کو پڑھا: ''جو شخص کسی زمین کو آباد کرے، اسے اس کی ملکیت کا حق حاصل ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے کی ملکیت نہ ہو، یا کسی نے کچھ حصہ آباد کر کے مزید کچھ حصہ (بعد میں آباد کرنے کے لیے) چھوڑا نہ ہو۔ جو شخص ایسی غیر ملکیتی زمین پر تعمیر کرے یا کاشت کاری کرے، اسے ملکیت حاصل ہوگی۔'' [كتاب الأموال لحميد بن مخلد ابن زنجويه ت: ۲۵۱ھ]

عمرو بن شعیب کا بیان ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزینہ یا جہینہ کے کچھ لوگوں کو ایک قطعہ زمین عطا فرمائی تھی، انہوں نے اسے بیکار چھوڑے رکھا۔ پھر کچھ اور لوگوں نے اس کو آباد کر لیا۔'' یہ مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو فرمایا: ''اگر یہ زمین میں نے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دی ہوتی تو میں واپس لے لیتا۔ لیکن یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے!'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: ''جو کوئی زمین کو تین سال تک غیر آباد رکھے (تو اس کی ملکیت ختم ہوگی) پھر جو اسے آباد کرے گا وہی اس کا مالک بنے گا۔'' [عمدة القاري ۱۲ ۱۷۴]

آبادکاری میں ظلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبادکاری میں ظلم کرنے پر حق ملکیت کی نفی فرمائی: ''**وليس لعرق ظالم حقٌّ**''، ''ظالم کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔'' **عِرقِ ظالمٍ/عِرقٍ ظالمٍ**: امام ربیعہ کہتے ہیں: ظالم اصل یا جڑ کی دو قسمیں ہیں: ظاہر و باطن۔ باطن سے مراد کنواں یا شجرکاری ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اس کی چار قسمیں ہیں: دو زمین کے اوپر ہوتے ہیں: درخت اور فصل۔ دو زمین کے نیچے ہوتے ہیں: پانی اور معدنیات۔ [شرح البخاري لابن بطال ۶/۴۷۶] امام مالک کہتے ہیں: ظلم یہ ہے کہ دوسرے کی ملکیتی زمین میں (کنواں وغیرہ) کھودا جائے، قبضہ کیا جائے یا اس میں ناحق شجرکاری کی جائے۔ [موطا باب القضاء في عمارة الموات]

عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو افراد نے ایک زمین کا مقدمہ دربارِ رسالت میں پیش کیا۔ ایک شخص نے دوسرے کی زمین

میں درخت لگایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے زمین اس کے مالک کو دلا دی۔ اور درخت والے کو حکم دیا کہ اسے اکھاڑ کر لے جائے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کھجور کے درخت کی جڑوں کو کلہاڑیوں سے کاٹتے ہوئے دیکھا۔ وہ درخت بہت بڑا ہوگیا تھا۔[أبو داؤد ٣٠٧٤ وحسنه الألباني]

امام طحاوی کہتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے درخت زمین کے مالک کو دے کر شجر کاری والے کو معاوضہ دینے کا حکم نہیں دیا۔[شرح معاني الآثار] رسول اللہ ﷺ نے شرعی فیصلہ فرمایا ہے۔ امام طحاوی نے جو آپشن ذکر کیا ہے، وہ مصالحت ہے۔

کیا بنجر زمین کی آبادکاری کے لیے سرکاری اجازت ضروری ہے؟

(١) امام ابو حنیفہ کے نزدیک سرکاری اجازت کے بغیر کسی کے لیے غیر ملکیتی زمین کی آبادکاری جائز نہیں۔ حتی کہ کسی نے آباد کر لیا ہو، پھر بھی سرکاری اجازت نہ ملنے کی صورت میں اس کی ملکیت حاصل نہیں ہوگی۔

[موطا برواية محمد الشيباني]

(٢) قاضی ابو یوسف، محمد شیبانی اور امام شافعی سمیت جمہور فقہائے اسلام کے نزدیک سرکاری اجازت ضروری نہیں۔ امام بغوی کہتے ہیں: "مَن أحيا أرضا ميتة فهي له" شرط اور جزا پر مشتمل جملہ ہے۔ اس میں کسی چیز کو معین کیا گیا ہے، نہ وقت کو۔ لہٰذا اس کا حکم عام ہے۔[معالم السنن ٣/٤٦]

(٣) امام مالک کے نزدیک آبادی کے قریبی مقامات پر سرکاری اجازت ضروری ہے۔ دور دراز جگہوں میں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ کے قول کے حق میں حدیث "لا حمى إلا لله ورسوله" سے استدلال کر کے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے معاملے کا سارا اختیار صرف حکمران کے پاس ہے۔[شرح معاني الآثار ٣/٢٦٨] اس استدلال کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خود ہی بنجر زمین کی آبادکاری کی ترغیب دی، اجر و ثواب کی بشارت دی اور زمین کی ملکیت عطا فرمائی۔ اب حکمران کا کیا اختیار رہ گیا ہے! اس جواب کا اشارہ امام بیہقی نے دیا ہے: **باب من أحيا أرضا ميتة فهي له بعطية رسول الله ﷺ دون السلطان.** [السنن الكبرى ح: ١١٧٨١]

شیخ ابن العثیمین: اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے: **"الناسُ شركاءُ في ثلاثةٍ: الماء والكلأ**

والـــنـــار" اس میں "الأرض" نہیں فرمایا۔لہٰذا زمین کا اختیار حکمران کے پاس ہے،عوام کے ہاتھ میں نہیں۔ابن العثیمین اس کے جواب میں کہتے ہیں: کلام رسالت مآب ﷺ دراصل شریعت سازی ہے،صرف انتظامی معاملہ نہیں۔ [شرح بلوغ المرام] استدلال بالا کے جواب میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ پانی، گھاس پھوس اور ایندھن سب "زمین" سے ہی حاصل ہونے والے فائدے ہیں، لہٰذا "الأرض" اس حدیث شریف کا واضح ترین "مفہوم" ہے۔

امام مالک کہتے ہیں: آبادی کے قریبی مقامات میں سرکاری اجازت ضروری ہے۔

یہ قول قرین قیاس ہے،اس لیے کہ حکومت آئندہ اس جگہ عوامی فلاح و بہبود کا کوئی کام کرسکتی ہے۔یا اس پر شخصی قبضے سے عوامی حقوق مجروح ہوسکتے ہیں۔البتہ جہاں ایسا کوئی خدشہ نہ ہو وہاں شرعی دلائل کے لحاظ سے سرکاری اجازت ضروری نہیں ہے۔والله أعلم اشہب اور اصبغ مالکی بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔

مطرف اور ابن الماجشون کہتے ہیں: حکمران کو چار باتوں کا اختیار ہے۔ا: چاہے تو اسے حق ملکیت دے۔

۲: آباد کردہ زمین مسلمانوں کے مشترکہ مفادات میں استعمال کی جائے اور اس شخص کو آبادکاری کا معاوضہ ادا کرے۔

۳: اسے (بطور سزا) اپنے درخت وغیرہ اکھاڑنے کا حکم دے اور زمین حسب سابق عوامی استعمال میں رکھی جائے۔

۴: زمین کسی اور (مناسب صارف) کو دے کر اس سے آبادکار کو محنت کا معاوضہ دلائے۔

لوگوں کو ایندھن لینے اور جانور چرانے کے لیے جس زمین کی ضرورت ہو، اگر چرواہے وہاں جانور چرا کر اور ایندھن لینے والا لکڑی لاکر رات کو گھر لوٹ سکتے ہوں، تو وہ آبادی کے "قریب" شمار ہوگا۔ایسی جگہ کسی شخص کو آباد کر کے قبضہ کرنے سے منع کیا جائے گا۔ [شرح البخاري لابن بطال٦/٤٧٦]

امام طحاوی: "أرض الموات" غیر ملکیتی زمین ہے، جو اہل علاقہ کے زیر استعمال نہ ہو اور علاقہ سے باہر ہو۔ ابو یوسف کے نزدیک ایسی جگہ ہے جس کے قریبی مقام سے آدمی بلند آواز سے پکارے، تو آبادی کے قریب ترین شخص کو سنائی نہ دے۔ [عمدة القاري شرح البخاري ج:١٢]

قیلۃ بنت مخرمة کہتی ہے: **حریث بن حسان** ﷜ نے اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا: "ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان **دھناء** کا فیصلہ کردیجیے، کہ اس سے گزرکر ان میں سے کوئی ہماری طرف نہ آئے سوائے مسافر وغیرہ کے۔" اللہ کے رسول ﷺ اس کے مطالبے پر **دھــنـاء** ان کے نام الاٹ

کرانے لگے، تو قیلہؓ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے آپ سے کوئی بنجر غیر مستعمل زمین نہیں مانگی ہے، بلکہ یہ **دھناء** تو ہمارے اونٹوں کا مسکن، بھیڑ بکریوں کی چراگاہ ہے، اور بنی تمیم کی خواتین اور ان کی اولاد اس کے پار ہیں۔'' یہ بیان سن کر آپ ﷺ نے کاتب کو روک دیا اور فرمایا: ''**صدقت المسكينة، المسلم أخو المسلم، يسعهما الماء والشجر ويتعاونان على الفتان**'' ''بیچاری سچ کہتی ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، دونوں پانی اور نباتات سے یکساں استفادہ کر سکتے ہیں اور فتنہ انگیز شیطان کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔'' [أبو داؤد ٣٠٧٠ ضعفه الألباني وحسنه الحافظ في الفتح] **خطابی:** معلوم ہوا کہ چراگاہ کسی کو مخصوص کر کے دینا جائز نہیں۔ اور گھاس پھوس بھی پانی کی طرح ہے، کسی کو اس سے روکا نہیں جا سکتا۔ [معالم السنن]

بنجر زمین کی آبادکاری کی فضیلت: حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**من أحيا أرضا ميتة فهي له، وما أكلت العافية فهو له صدقة.**'' [أحمد ١٤٦٣٦ وصححه الأرنؤط على شرطهما] ''جس نے بنجر زمین آباد کی اسے حق ملکیت حاصل ہوگی۔ اور جو کچھ ضرورت مندوں نے کھایا تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا۔'' امام بغوی: **العافية** ہر رزق کا طلبگار ہے، خواہ انسان ہو یا جانور یا پرندہ۔ [شرح السنة ٦/ ١٥٠] **ملا علی قاری:** ثواب اسے ملے گا جو ان مخلوقات کے کھانے پر راضی اور اللہ کا شکر گزار ہو، یا برداشت اور صبر کرنے والا ہو۔ [مرقاة المفاتيح ٣/ ١٣٤٣] **ابن حبان:** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام میں بنجر زمین کو آباد کرنے کی فضیلت ہے۔ اور حکومت کو چاہیے کہ عوام کو اس سلسلے میں ترغیب دے اور سہولیات فراہم کرے۔ ہاں اس طریقے پر زمین کی ملکیت صرف مسلمانوں کو حاصل ہوگی، کیونکہ صدقہ کا ثواب کسی کافر کو نہیں مل سکتا۔ [صحيح ابن حبان]

آبادکاری سے کیا مراد ہے؟ امام مالک: بنجر زمین کی آبادکاری سے مراد اس میں کنواں کھودنا، چشمہ جاری کرنا، شجرکاری کرنا، عمارت تعمیر کرنا اور کاشتکاری کرنا ہے۔ ابن حبیب نے مطرف اور ابن الماجشون سے نقل کیا ہے کہ کیچڑ کا پانی خارج کرنا، حوض کو پاٹ دینا اور زمین کھود کر کاشت کے قابل بنانا بھی آبادکاری ہے۔ [المنتقى شرح الموطا لسليمان القرطبي] **عن سمرة ؓ أن رسول الله ﷺ قال: ''من أحاط حائطا على الأرض فهي له''** [التمهيد، أبو داؤد، إرواء الغليل ١٥٥٤] ''جو کسی زمین کی چاردیواری کرے تو وہی اس کا مالک ہے۔''

امام مالک وغیرہ نے چاردیواری کو شرعاً آبادکاری تسلیم نہیں کیا ہے، بلکہ یہ صرف اس بات کی علامت ہے کہ یہ